السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نبی ماموربالجہاداورغیرماموربہ میں فرق کی وضاحت فرمائیں

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

انبیاء علیہ السلام کی شہادت یا دشمن کے ہاتھوں قتل کے بارے میں علماء میں دو مختلف آراء مشہور ہیں:

(1)۔ دشمن کے ہاتھوں رسول کا قتل ممکن ہے۔

(2) دشمن کے ہاتھوں نبی یا رسول کا قتل ممکن ہے جیسا کہ متعدد قرآنی آیات سے ظاہر ہے

وَإِذْ قُلْتُمْ يَـٰمُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَٰحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنۢبِتُ الْأَرْضُ مِنۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِى هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِى هُوَ خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِـَٔايَـٰتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّـۧنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ... ٦١ ... سورة البقرة

اصل بات یہ ہے مسئلہ ہذا کچھ وضاحت کا متقاضی ہے۔

اول: لفاظ"قتل"کی تعریف ملاحظہ فرمائیں

قتل کے حقیقی معنی ہیں(موت فطری کے علاوہ کسی اور طریقے سے)روح کو جسم سے جدا کر دینا خواہ ذبح کی صورت میں ہو یا کسی اور طریقے سے۔"اب تفصیل اساجمال کی یوں ہے کہ "رسل اللہ"دو طبقوں میں منقسم ہیں" ایک وہ جن کو دشمنوں کے ساتھ جنگ کا حکم دیا گیا تھا۔دوسرے وہ جو محض مبلغ تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لڑائی کے مامور نہیں تھے۔

جہاں تک پہلے گروہ کا تعلق ہے ان کا قتل ممکن نہیں کیونکہ قرآن مجید میں ان کے لیے غلبہ ثابت کیا گیا ہے جو مغلوب کی ضد ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِى ... ٢١ ... سورة المجادلة

"اللہ کا حکم ناطق ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب رہیں گے۔"

اس سے پہلی آیت میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ أُولَـٰٓئِكَ فِى الْأَذَلِّينَ ... ٢٠ ... سورة المجادلة

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل ہوں گے۔"اور مذکورہ جملے کے بعد ہے:

"إِنَّ اللَّهَ لَقَوِىٌّ عَزِيزٌ"بیشک اللہ زور آور (اور) زبردست ہے۔

قرآن مجید میں اکثر وبیشتر غلبے کا اطلاق مسح غلبہ پر ہے فرمان باری تعالیٰ ہے:

إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَـٰبِرُونَ يَغْلِبُوا مِا۟ئَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّا۟ئَةٌ يَغْلِبُوٓا أَلْفًا ... ٦٥ ... سورة الأنفال

"اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے وہ دو سو کافروں پر غالب رہیں گے اور اگر سو 100(ایسے)ہوں گے تو ہزار پر غالب رہیں گے۔"نیز فرمایا:

فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّا۟ئَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِا۟ئَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوٓا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ... ٦٦ ... سورة الأنفال

"پس اگر تم سے ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے۔تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر ایک ہزار ہو گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔"

سورۃالروم کے آغاز میں ہے۔"

الم ١ غُلِبَتِ الرُّومُ ٢ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ٣ فِي بِضْعِ سِنِينَ ٤ ... سورۃالروم

"الم (اہل) روم مغلوب ہوگئے نزدیک کے ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے چند ہی سال میں۔"

اور "سورۃالبقرۃ میں ہے:

كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ... ٢٤٩ ... سورۃالبقرۃ

"وہ کہنے لگے کہ بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے۔"

ان کے علاوہ بھی بے شمار آیات ہیں جو اسی مفہوم پر دال ہیں کہ غلبہ سے مراد مسلح غلبہ ہے جو کفار کے ساتھ جنگ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی صراحت فرمائی ہے کہ مقتول کو غالب نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ مغلوب ہے ارشاد ہے:

وَمَن يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ ٧٤ ... سورۃالنساء

اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے۔ "ان آیات سے معلوم ہوا کہ نبی مامور جہاد پر قتل کا فعل واقع نہیں ہوتا کیونکہ اللہ عزوجل نے ازل میں یہ فیصلہ لکھ چھوڑا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم " مقاتل غالب رہے گا اور اس کے وعدے میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ... ٣٤ ... سورۃالانعام

"اور اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔"

"مزید آنکہ محققین اہل علم نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ غلبۃ الانبیاء دو قسمیں ہیں۔"

دلائل و براہین کے ذریعہ غالب آنا یہ تمام نبیوں کے لیے بلاتر دو ثابت شدہ امر ہے البتہ مسلح جدوجہد سے غلبہ حاصل کرنا یہ صرف ان پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے جو مامور بالقتال تھے۔ اللہ تعالیٰ نے منصور سے مکمل طور پر نفی کی ہے کہ وہ مغلوب ہو فرمایا:

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ١٦٠ ... سورۃآل عمران

"اگر اللہ تمہارا مددگار رہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔"

(مقاتل سے منقول ہے کہ آیت۔ (كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ

کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگوں نے کہا: کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے اصحاب یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ روم اور فارس پر ایسے ہی غالب آجائیں گے جس طرح کہ وہ عرب پر غلبہ حاصل کر چکے ہیں؟ حالانکہ روم اور فارس عددی اور مسح قوت کے اعتبار سے بے حد طاقتور ہیں ان پر غالب نہیں آسکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس سے معلوم ہوا غلبہ سے مراد تلوار اور ہتھیار کے ذریعہ غلبہ ہے کیونکہ صورت سبب کا اخراج ناممکن ہے بلکہ اس لحاظ رکھنا ضروری امر ہے۔ اس مسلک کے برعکس امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت:

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا ٥١ ... سورۃغافر

فرماتے ہیں: "رسول مامور بالجہاد کے قتل سے کوئی شے مانع نہیں۔ (جامع البیان (ج ١٢ جزء ٢٤ ص ٧٤٧٥) اس وقت اللہ کی طرف سے منصوص امداد کو دو امروں میں سے ایک امر پر محمول کیا جائے گا

کہ اللہ رسول کی وفات کے بعد اس کی امداد کرے وہ اس طرح کہ دشمن کو اس کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتلین پر مسلط کردے جو ان سے انتقام لے۔ جیسے حضرت یحیٰی زکریا یسعیا کے قاتلین پر (1) بخت نصر کو مسلط کر دیا گیا تھا۔

آیت: (إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا) میں لفظ "رسل" کو خصوص پر محمول کیا جائے کہ اس سے مراد اکیلے ہمارے نبی اکرام صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہمارے شیخ علامہ محمد الامین الشنقیطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "اضواء البیان" (2) میں اس کا یوں تعاقب کیا ہے۔

یہ کتاب اللہ کے ظاہر (تبادر الی الذہن) کو بلا دلیل کتاب و سنت و اجماع امت ترک کرنا ہے اندریں حالات یہ حکم لگانا کہ مقتول منصور ہے اس میں سخت بعد اور عربی زبان میں غیر معروف ہے قرآن کو بلا دلیل اس (1) پر محمول کرنا ظاہر غلطی ہے اسی طرح لفظ "رسل" کو بھی صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر محمول کرنا اس بھی سخت قلق ہے۔

جہاں تک تعلق ہے ان آیات کا جن میں نبیوں سے عمومی امداد کا وعدہ کیا گیا ہے تو وہ بلا نزاع برحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مطلق امداد پر اکتفاء نہیں کیا جس کا مفہوم پشت میں مظلوم کی فریاد رسی کرنا ہے بلکہ صراحت کی ہے کہ رسولوں کی امداد کے ذریعہ غلبہ کی امداد ہے چنانچہ فرمایا(2):

كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِى ... ٢١ ... سورة المجادلة

یہ بھی یاد رہے غلبہ جو اللہ نے قضاء قدر میں رسولوں کے لیے لکھ چھوڑا ہے وہ مطلق امداد سے اخص ہے کیونکہ یہ خاص قسم کی امداد کا نام ہے لغت میں غلبہ بمعنی قہر ہے اور نصر بمعنی مظلوم کی اعانت کرنا لہذا اعم کا بیان اخص کے ساتھ ضروری ہے اس توضیع سے امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ مسلک کی کمزوری بھی ظاہر ہوگئی فتامل! نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کبھی کوئی نبی قتل نہیں ہوا ما سوائے اس کے جس کو جنگ کا حکم نہیں دیا گیا۔ ہر وہ نبی جس کو جنگ کا حکم ہوا ہے اس کی امداد ہوئی۔ (تفسیر القرطبی: 1/378)

لہذا قرآن مجید میں منصوص قتل انبیاء محمول ہے ان نبیوں پر جنہیں لڑائی کا حکم نہیں دیا گیا تھا ان کی اکثریت انبیاء بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ تفاسیر میں بطور امثلہ مصرح ہے قرآن کریم نے بھی مسئلہ مذا کو یہودیوں کے مظالم وجرائم کا سلسلہ کلام میں بیان کیا ہے وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ میں بلاوجہ ارادہ مقدر ماننا غیر معقول ہے جبکہ مقصود یہاں یہود کے افعال شنیعہ کی فہرست پیش کرنا ہے ظاہر ہے کہ محض ارادہ قابل مذمت شئی نہیں۔ جب تک عملی شکل میں ظہور نہ ہو اس لیے جن لوگوں نے بلاوجہ آیت ہذا میں ارداہ مقدر مان کر مطلقاً قتل انبیاء کے انکار کی سعی کی ہے وہ ناقابل تسلیم اور غیر درست نظریہ ہے۔

پھر لفظ "بغیر حق" قید میں بھی عدم تقدیر کا ایماء موجود ہے فافہم! امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی سوال اٹھایا ہے کہ اس کا کیا جواز ہے کفار کو کھلا چھوڑ دیا۔ وہ انبیاء کو قتل کرتے پھریں؟ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا ہے کہ مقصود اس سے انبیاء علیہ السلام کی کرامت اور درجات میں رفعت وبلندی اور زیادتی ہے بندہ مومن کی مانند جو فی سبیل اللہ شہادت کے مقام پر فائز ہوتا ہے یہ کوئی رسوائی کی بات نہیں آخر میں یہ بھی یاد رہے کہ مذکو کا تعلق صرف واقعاتی صورتوں سے ہے نہ کہ امکانی سے اللہ تعالیٰ جملہ اہل اسلام کو حق کی پیروی کی توفیق بخشے آمین!

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص269

محدث فتویٰ